فہرست

باب 1
عصری دنیا میں جمہوریت 2

باب 2
جمہوریت کیا ہے؟
جمہوریت کیوں؟ 24

باب 3
آئینی وضع 46

باب 4
انتخابی سیاست 64

باب 5
اداروں کا طریقۂ کار 90

باب 6
جمہوری حقوق 110

© NCERT not to be republished

باب 1

عصری دنیا میں جمہوریت

(DEMOCRACY IN THE CONTEMPORARY WORLD)

4921CH01

© NCERT not to be republished

عمومی جائزہ

یہ کتاب جمہوریت کے بارے میں ہے۔اس باب میں ہم دیکھتے ہیں کہ سابقہ سو سالوں میں دنیا کے زیادہ سے زیادہ ممالک میں جمہوریت کی کس قدر توسیع ہوئی ہے۔آج دنیا کے آدھے سے زیادہ آزاد ممالک میں جمہوریت قائم ہے۔آپ یہ دیکھیں گے کہ جمہوریت کی توسیع ہموار اور سیدھے طور پر نہیں ہوئی۔مختلف ممالک میں اس نے بہت سے نشیب و فراز دیکھے یہ اب بھی غیر مستحکم اور غیر یقینی کامیابی ہے۔

یہ باب دنیا کے مختلف حصوں سے جمہوریت کے بننے اور بگڑنے کی مختلف کہانیاں پیش کرتا ہے۔ان کہانیوں کا مقصد آپ کو یہ احساس دلانا ہے کہ جمہوریت اور اس کی غیر موجودگی کا مشاہدہ کا کیا مطلب ہے۔ہم پہلے جمہوریت کی توسیع کے نمونے نقشوں کے ذریعہ اور اس کے بعد اُس کی مختصر سی کہانی کے ساتھ پیش کریں گے۔اس باب میں کسی ملک کے اندر موجود جمہوریت پر مخصوص توجہ دی گئی ہے۔لیکن باب کے آخر میں ہم مختلف مما لک میں جمہوریت یا اُس کی غیر موجودگی کے تعلق سے نظر ڈالیں گے۔ہم چند بین الاقوامی تنظیموں کے طریقۂ کار کا جائزہ لیں گے۔اس صورتِ حال میں ہم ایک اہم سوال پوچھ سکتے ہیں۔کیا ہم عالمی سطح پر جمہوریت کی جانب گامزن ہیں۔

موت سے چند گھنٹے پہلے 11 ستمبر 1973 کو چلی کے صدارتی محل لامونیڈا کے سامنے صدر سلواڈور النڈے (ہیلمیٹ پہنے ہوئے) اور اُن کا محافظ دستہ۔ اس تصویر میں آپ ہر شخص کے چہرے پر کیا تاثر دیکھتے ہیں۔

1.1 جمہوریت کی دو کہانیاں (TWO TALES OF DEMOCRACY)

"میرے وطن کے مزدورو! مجھ کو اپنے ملك چلی اور اُ س کے مستقبل پر مکمل اعتماد ہے۔ چلی کے باشندے اس تاریك اور تلخ لمحے پر قابو پا لیں گے، جب غداری اپنا تسلط جما رہی ہے۔ آپ کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ جلد ہی ایك ایسے عظیم راستے کی شروعات ہوگی جہاں آزاد لوگ ایك بہتر سماج کی تعمیر کی منزل کی طرف روانہ ہوں گے۔ چلی زندہ باد، عوام زندہ باد، مزدور زندہ باد!

یہ میرے آخری الفاظ ہیں اور مجھ کو یقین ہے کہ میری قربانی رائیگاں نہیں جائے گی۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اس سنگین جرم، بزدلی اور غداری کی سرزنش کرنے کے لیے ایك اخلاقی مثال بن جاؤں گا۔"

یہ سلواڈور النڈے (جس کا تلفظ ایندے کیا جاتا ہے) کی آخری تقریر کے چند اقتباسات ہیں اُس وقت وہ چلی کے صدر تھے جو جنوبی امریکہ کا ایک ملک ہے۔ یہ تقریر 11 ستمبر 1973 کی صبح کو اُس دن کی گئی تھی جب فوج نے اُن کی حکومت کا تختہ پلٹ دیا تھا۔ النڈے چلی کی سوشلسٹ (اشتراکی) پارٹی کے بانی تھے اور جس نے 1970 کے چلی کے صدارتی الیکشن میں عام اتحاد کی مخلوط حکومت کی سربراہی کی جس میں اُن کی فتح ہوئی۔

صدر النڈے نے خاص طور سے خود مزدوروں کو خطاب کیوں کیا؟ امیر لوگ اُن سے ناخوش کیوں تھے؟

صدر منتخب ہونے کے بعد النڈے نے غریبوں اور مزدوروں کی مدد کے لیے کئی اہم فیصلے کئے۔ ان فیصلوں میں نظامِ تعلیم میں اصلاح، بچوں کے لیے مفت دودھ اور بے زمین کسانوں میں زمین کی دوبارہ تقسیم جیسے فیصلے شامل تھے۔ وہ ملک سے تانبے جیسے قدرتی وسیلے کو غیرملکی کمپنیوں کے لے جانے کے مخالف تھے۔ زمینداروں، دولت مندوں اور چرچ نے اُن کی پالیسیوں کی مخالفت کی۔ چلی کے اندر موجود چند دوسری سیاسی پارٹیاں بھی ان کی پالیسیوں کی مخالف تھیں۔

1973 کا فوجی انقلاب (Military Coup of 1973)

11 ستمبر 1973 کی صبح کو فوج سمندری بندرگاہ پر قابض ہوگئی۔ فوج نے وزیر دفاع کو اُس وقت گرفتار کرلیا جب وہ اپنے دفتر پہنچے۔ فوجی کمانڈروں نے صدر سے استعفیٰ کی مانگ کی۔ النڈے نے دستخط کرنے یا ملک چھوڑنے سے انکار کردیا لیکن ملک اور خود اپنی زندگی کو لاحق خطرے کا احساس کرکے اُنہوں نے عوام سے ریڈیو پر خطاب کیا جس کا کچھ حصہ ہم اس باب کے ابتدا میں پڑھ چکے ہیں۔ اس کے بعد فوج نے صدر کی رہائش گاہ کو گھیر لیا اور بمباری شروع کر دی۔ صدر النڈے اس فوجی حملے میں مارے گئے۔ یہ وہ قربانی تھی جس کے بارے میں وہ اپنی آخری تقریر میں بات کررہے تھے۔ فوج نے سازش اور تشدد سے عوام کے ذریعہ منتخبہ حکومت کو اُکھاڑ پھینکا۔

11 ستمبر 1973 کو چلی میں جو کچھ بھی ہوا وہ ایک فوجی بغاوت تھی۔ جنرل اگسٹو پنوشٹ (تلفظ پنوشے) کے جو کہ ایک فوجی جنرل تھا، اس ناگہانی وار کی سربراہی کی تھی۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی حکومت النڈے حکومت کی مخالف تھی اور کہا جاتا ہے کہ اس نے اُن سرگرمیوں کی حمایت کی اور پیسے سے مدد کی جس کے نتیجہ میں یہ ناگہانی وار کیا گیا تھا۔ پنوشٹ ملک کا صدر بنا اور اُس نے اگلے 17 سالوں تک حکومت کی۔ ایک ایسی حکومت سے جو عوام کے ذریعہ منتخبہ تھی، اقتدار فوجی افسران کے ہاتھ میں آ گیا۔ یہ نئی حکومت اپنی مرضی سے جو چاہے کرسکتی تھی اور کسی کو بھی سوال کرنے کی جرأت نہ تھی۔ اس طرح سے چلی میں فوجی آمریت قائم ہوگئی۔ پنوشٹ حکومت نے ایسے کئی لوگوں کو ایذائیں دیں اور ہلاک کر دیا جنہوں نے النڈے کی حمایت کی تھی اور جو جمہوریت کی بازیابی چاہتے تھے۔ ان میں چلین فضائیہ کے البرٹو بشیلیٹ (Bachelet) اور دوسرے ایسے متعدد افسران شامل تھے جنہوں نے اس ناگہانی جنگ میں شامل ہونے سے انکار کیا تھا۔ جنرل بشیلیٹ کی بیوی اور بیٹی کو قیدخانے میں ڈال دیا گیا جہاں اُن کو ایذائیں دی گئیں۔ فوج نے 3,000 سے بھی زیادہ لوگوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ بہت سے لوگوں کو ''لا پتہ'' بتایا گیا، کسی کو پتہ نہیں کہ اُن کا کیا حشر ہوا۔

کیا فوج کو ملک کے وزیر دفاع کو گرفتار کرنے کا کوئی قانونی حق تھا؟ کیا فوج کو کسی بھی شہری کو گرفتار کرنے کا حق ہونا چاہیئے؟

سرگرمی

- نقشہ پر چلی کی نشاندہی کیجئے اور اُس میں رنگ بھریئے۔ ہمارے ملک کی کون سی ریاست شباہت میں چلی سے ملتی جلتی ہے۔
- لاطینی امریکہ میں کسی بھی ملک سے متعلق ایک ماہ کے اخبار جمع کیجئے اور خبریں پڑھئے۔ کیا آپ وہاں سے متعلق کافی خبریں پاتے ہیں!

جمہوریت کی بحالی (Restoration of Democracy)

پنوشٹ کی فوجی آمریت کا اختتام اُس وقت ہوا جب اُس نے 1988 میں رائے شماری (Referendum) کا فیصلہ کیا۔ اُسے یقین تھا کہ عوام رائے شمار میں اُس کے اقتدار کو برقرار رکھنے کے حق میں ''ہاں'' کہہ دیں گے لیکن چلی کے

© NCERT not to be republished

©La Nación, Chile

صدر مشیلی بشیلیٹ جنوری 2006 میں انتخابات میں فتح حاصل کرنے کے بعد اپنے حامیوں کا ساتھ دینے کا اعلان کرتے ہوئے۔ اس تصویر سے کیا آپ چلی اور ہندوستان کی الیکشن ریلیوں میں کوئی یکسانیت پاتے ہیں۔

مشیلی بشیلیٹ چلی کی صدر (2006-2010) اور خواتین کی اقوام متحدہ کی ایگزیکیٹو ڈائرکٹر (2010-2013) کی حیثیت سے۔ وہ 2014 میں دوسری مرتبہ چلی کی صدر منتخب ہوئیں۔

عوام نے اپنے جمہوری اقدار کو فراموش نہیں کیا تھا۔ اُن کا ووٹ پنوشٹ اقتدار کے لئے ''نہیں'' کی شکل میں سامنے آیا۔ اس فیصلے کے بعد پنوشٹ پہلے تو اپنے سیاسی اور پھر فوجی اقتدار سے محروم ہو گیا۔ وہ اُمید جو النڈے نے اپنی آخری تقریر میں ظاہر کی تھی، بالآخر وہ پوری ہو کر رہی۔ اور سنگین جرائم، بزدلی اور غداری کی سزا دی گئی اور سیاسی آزادی بحال ہوئی۔ اس وقت سے چلی میں چار صدارتی انتخابات ہو چکے ہیں جس میں مختلف سیاسی پارٹیوں نے حصہ لیا۔ اندرونِ ملک حکومت میں آہستہ آہستہ فوجی کردار کو ختم کر دیا گیا اس کے بعد اُن حکومتوں نے جو برسر اقتدار آئیں، پنوشٹ کے دورِ حکومت کی تحقیقات کا حکم دیا۔ ان تحقیقات سے انکشاف یہ ہوا کہ یہ حکومتیں نہ صرف ظالم تھیں بلکہ بدعنوانیوں میں بھی ملوث تھیں۔

کیا آپ کو جنرل بشیلیٹ کی اُس بیٹی کا واقعہ یاد ہے جس کو قید خانے میں اُس کی ماں کے ساتھ ڈالا گیا تھا اور اُنہیں ایذائیں دی گئی تھیں؟ اُسی لڑکی مشیلی بشیلیٹ کو اب جنوری 2006 میں چلی کا صدر منتخب کیا گیا ہے۔ ایک میڈیکل ڈاکٹر اور ایک اعتدال پسند سوشلسٹ مشیلی، لاطینی امریکہ میں ایسی پہلی خاتون تھیں جو وزیر دفاع بنائی گئیں۔ اپنے صدارتی انتخابات میں اُس نے چلی کے امیر ترین افراد میں سے ایک کو شکست دی۔ اپنی فتح کے اس فوٹوگراف میں وہ اپنے حامیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی ہیں:

لیک ولیشا

پولینڈ اپنی پوسٹر آرٹ کے لیے مشہور ہے۔ سالیڈے رٹی کے زیادہ تر پوسٹر تحریر کے اس خاص طریقے کو استعمال کرتے ہیں۔ کیا آپ ہندوستانی سیاست میں ایسے ہی دیواری پوسٹروں میں یکسانیت دیکھتے ہیں؟

© NCERT not to be republished

"کیونکہ میں نفرت کا شکار ہوئی تھی، میں نے اُسی نفرت کو بدلنے کے لیے اپنی پوری زندگی وقف کر دی، اور اسے افہام و تفہیم اور رواداری میں بدل دیا بلکہ یوں کہیے کہ پیار و محبت میں بدل دیا۔"

پولینڈ میں جمہوریت (Democracy in Poland)

آیئے اب ہم 1980 میں ہوئے دوسرے واقعہ کی جانب لوٹتے ہیں۔ اس بار یہ پولینڈ کی کہانی ہے جو مشرقی یوروپ میں واقع ایک ملک ہے۔ اُس وقت پولینڈ میں پولش یونائٹڈ ورکرس پارٹی کی حکومت تھی۔ یہ اُن متعدد کمیونسٹ پارٹیوں میں سے ایک تھی جس نے اُس وقت مشرقی یوروپ کے متعدد ممالک پر حکومت تھی ۔ مشرقی یوروپ کے ان ممالک میں کسی دوسری پارٹی کو ملکی سیاست میں حصہ لینے کی اجازت نہ تھی۔ ملک کے عوام آزادانہ طور سے کمیونسٹ پارٹی یا حکومت کے رہنماؤں کا انتخاب نہیں کر سکتے تھے۔ وہ لوگ جنھوں نے لیڈروں یا پارٹی یا حکومت کے خلاف کوئی آواز بلند کی، قیدخانے میں ڈال دیئے جاتے تھے۔ پولینڈ کی حکومت کو سوویت یونین (یو ایس ایس آر) کی حکومت کی حمایت حاصل تھی اور وہ اس پر نگرانی رکھتی تھی۔ سوویت یونین، جو ایک وسیع اور طاقتور ملک تھا، میں ایک بڑی کمیونسٹ پارٹی کی حکومت تھی۔

14 اگست 1980 کو شہر گڈانسک (Gdansk) میں واقع لینن شپ یارڈ کے مزدوروں نے ہڑتال کر دی۔ حکومت اس جہاز سازی کے کارخانے کی مالک تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ پولینڈ کے اندر تمام کارخانے اور بڑی عمارتیں حکومت کی ملکیت تھیں۔ یہ ہڑتال ایک کرین چلانے والی خاتون کو کام پر واپس لینے کی مانگ کے ساتھ شروع ہوئی جس کو ملازمت سے غیر منصفانہ طور سے برطرف کر دیا گیا تھا۔ یہ ہڑتال غیر قانونی تھی کیونکہ حکمراں پارٹی سے آزاد ہوکر ملک میں ٹریڈ یونینوں کی اجازت نہ تھی۔ جب ہڑتال جاری تھی، شپ یارڈ، (جہاز سازی کا کارخانہ) کا ایک سابقہ الیکٹریشین لیک ولیشا ہڑتالیوں کے ساتھ شامل ہو گیا اُس کو 1976 میں زیادہ تنخواہ کی مانگ کرنے کے جرم میں ملازمت سے برخاست کیا گیا تھا۔ جلد ہی ولیشا ہڑتالی مزدوروں کا لیڈر بن کر اُبھرا۔ یہ ہڑتال پورے شہر میں پھیل گئی۔ اب تو مزدوروں نے اپنے مطالبات اور بھی زیادہ بڑھا دیئے۔ وہ آزاد ٹریڈ یونین بنانے کے حق کی مانگ کر رہے تھے۔ وہ سیاسی قیدیوں کی رہائی اور پریس پر عائد پابندی کے خاتمہ کا بھی مطالبہ کر رہے تھے۔

یہ تحریک اس درجہ مقبول ہوئی کہ حکومت کو ہتھیار ڈالنا پڑا۔ لیک ولیشا کی رہنمائی میں مزدوروں نے حکومت کے ساتھ 21۔نکاتی معاہدے پر دستخط کئے جس کے نتیجہ میں ہڑتال ختم ہوگئی۔ حکومت مزدوروں کی آزاد ٹریڈ یونین بنانے کے حق اور ان کے ہڑتال کرنے کے حق کو تسلیم کرنے پر راضی ہوگئی۔ گڈانسک معاہدے پر دستخط ہونے کے بعد ایک نئی ٹریڈ یونین جس کا نام سالیڈیرٹی (استحکام جس کو پولش زبان میں سالیڈارنوسک کہتے ہیں) تھا، کا قیام عمل میں آیا۔ کمیونسٹ ممالک میں ایسا پہلی بار ہوا تھا جب ایک آزاد ٹریڈ یونین بنائی گئی تھی۔ ایک سال کے اندر اندر سالیڈیرٹی یونین پورے ملک پولینڈ میں پھیل گئی جس کے ممبران کی تعداد ایک کروڑ تک جا پہنچی۔ حکومت کے اندر وسیع پیمانے پر پھیلی بدعنوانی اور بدانتظامی نے حکومت کے لیے مزید پریشانیاں کھڑی کر دیں۔ جنرل جاروزلسکی (Jaruzelski) کی سربراہی میں خوفزدہ حکومت نے دسمبر 1981 میں مارشل لا نافذ کر دیا۔ سالیڈیرٹی پارٹی کے ہزاروں ممبران کو قیدخانے میں ڈال دیا گیا اور منظّم

© NCERT not to be republished

ہونے، احتجاج کرنے اور اظہارِ رائے کے حق کو دوبارہ چھین لیا گیا۔

1988 میں سالیڈیریٹی پارٹی کے تحت لیک ولیشا کی رہنمائی میں ہڑتالوں کی ایک دوسری لہر شروع ہوئی۔ اس بار پولینڈ کی حکومت کمزور تھی اور سوویت یونین سے مدد بھی غیر یقینی تھی اور ملکی معیشت بھی لڑکھڑا رہی تھی۔ لیک ولیشا کے ساتھ بات چیت کے دوسرے مرحلے کا نتیجہ ایک ایسے اقرار نامے کی شکل میں برآمد ہوا جس کی رو سے اپریل 1989 میں آزادانہ انتخابات کرائے گئے۔ سالیڈیریٹی پارٹی نے سینیٹ کی تمام 100 نشستوں پر مقابلہ کیا جس میں 99 اُمیدوار کامیاب ہوئے۔ اکتوبر 1990 میں پولینڈ میں ایسا پہلا صدارتی الیکشن ہوا جس میں ایک سے زیادہ پارٹیاں لڑ سکتی تھیں۔ لیک ولیشا پولینڈ کا صدر منتخب ہوا۔

سرگرمی

- نقشہ پر پولینڈ کی نشاندہی کیجیے۔ اس کے چاروں جانب واقع ممالک کے نام لکھیے۔
- 1980 کی دہائی میں مشرقی یوروپی ممالک میں سے کون سے دوسرے ممالک پر کمیونسٹ پارٹیوں کی حکومت تھی۔ اُنھیں نقشہ پر دکھایئے۔
- سیاسی سرگرمیوں کی ایک فہرست بنایئے جو آپ 1980 کی دہائی میں پولینڈ میں نہیں کر سکتے تھے لیکن آپ اپنے ملک میں کر سکتے تھے۔

جمہوریت کے دو چہرے

(Two Features of Democracy)

ہم نے زندگی میں پیش آنے والی دو مختلف حقیقی کہانیوں کا مطالعہ کیا۔ چلی کی کہانی ایک جمہوری حکومت کی کہانی تھی جسے النڈے کی رہنمائی حاصل تھی لیکن پنوشٹ کی غیر جمہوری فوجی حکومت نے النڈے کی رہنمائی والی جمہوری حکومت کو اُکھاڑ پھینکا تھا جبکہ اُس نے پولینڈ میں جمہوریت کو پھر سے قائم کیا تھا۔ ہم نے اُس تبدیلی کو دیکھا جہاں غیر جمہوری حکومت سے ایک جمہوری حکومت کی شکل میں تبدیلی رونما ہوئی۔

آیئے ہم ان کہانیوں میں دو غیر جمہوری حکومتوں کا موازنہ کرتے ہیں۔ چلی میں موجود پنوشٹ کی حکومت اور پولینڈ میں کمیونسٹ حکومت کے درمیان متعدد فرق تھے۔ چلی پر فوجی آمر کی حکومت تھی جبکہ پولینڈ میں سیاسی پارٹی کی حکومت تھی۔ پولینڈ کی حکومت یہ دعویٰ کرتی تھی کہ وہ مزدور طبقات کی بنیاد پر حکومت کر رہی تھی۔ پنوشٹ نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا اور وہ کھلے عام بڑے سرمایہ داروں کی حمایت کر رہا تھا۔ اس کے باوجود ان دونوں حکومتوں میں چند مشترک خصوصیات موجود تھیں:

- عوام اپنے حکمرانوں کا نہ تو انتخاب کر سکتے تھے اور نہ ہی اُن کو بدل سکتے تھے۔
- اظہارِ رائے کرنے سیاسی انجمنیں بنانے، احتجاج منظّم کرنے اور سیاسی سرگرمی کی حقیقی آزادی حاصل نہیں تھی۔

اسی طرح سے متذکرہ بالا تین جمہوری حکومتیں النڈے کی چلی، ولیشا کی پولینڈ اور مشیلی کی چلی، اپنے سماجی اور معاشی معاملات کے تحت نقطۂ نظر میں غیر یکساں ہیں۔ النڈے بڑی بڑی صنعتوں پر حکومت کی براہِ راست نگرانی کو ترجیح دیتا تھا اور معاشیات کو درست کر دیا تھا جبکہ ولیشا بازار کو حکومت کی دخل اندازی سے آزاد رکھنا چاہتا تھا۔ اس معاملے میں مشیلی کہیں درمیانے راستے پر کھڑی تھی لیکن ان تینوں حکومتوں میں چند بنیادی خصوصیات موجود

پولینڈ میں آزادانہ ٹریڈ یونین کی اتنی اہمیت کیوں تھی؟ ٹریڈ یونین ضروری کیوں ہیں؟

© NCERT not to be republished

تھیں۔ اقتدار کا استعمال منتخب حکومتوں نے کیا تھا نہ کہ فوج نے، غیر منتخب لیڈروں یا کسی خارجی طاقت کے ذریعہ۔

عوام کو کسی نہ کسی شکل میں چند سیاسی آزادیاں حاصل تھیں۔

آیئے ہم ان دو کہانیوں سے جمہوریت کی شناخت کرنے کے لیے ایک دھندلا سا خاکہ تیار کریں۔ **جمہوریت ایک ایسا طرز حکومت ہے جو عوام کو اپنی حکومت کے انتخاب کی اجازت دیتا ہے۔**

- صرف عوام کے ذریعہ منتخبہ لیڈر ہی ملک پر حکومت کرتے ہیں۔
- جمہوریت کے لیے عوامی آزادی، اپنے نظریات کے اظہار کی آزادی، منظّم ہونے کی آزادی اور احتجاج کرنے کی آزادی ضروری ہے۔

ہم دوسرے باب میں اسی سوال کی جانب دوبارہ لوٹیں گے اور جمہوریت کی تعریف وضع کریں گے۔ ہم جمہوریت کی چند خصوصیات پر بھی نظر ڈالیں گے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کیجیے

ہم نے اب تک جن پانچ حکومتوں کا ذکر کیا ہے، انیتا نے اُن کی خصوصیات کی ایک فہرست بنائی۔ لیکن اب اُس کے سامنے ایسی خصوصیات ہیں جن کے بارے میں وہ نہیں جانتی کہ کون سی خصوصیت کس حکومت سے وابستہ ہے۔ کیا نیچے دی گئی جدول میں حکومت کے نام کے نیچے صحیح خصوصیت لکھنے میں آپ اُس کی مدد کریں گے۔ یاد رہے کہ چند خصوصیات کا تعلق ایک سے زیادہ حکومت کے ساتھ ہو سکتا ہے جس کو ان میں سے تینوں کے نیچے الگ الگ لکھنے کی ضرورت پیش آئے گی۔

خصوصیات:

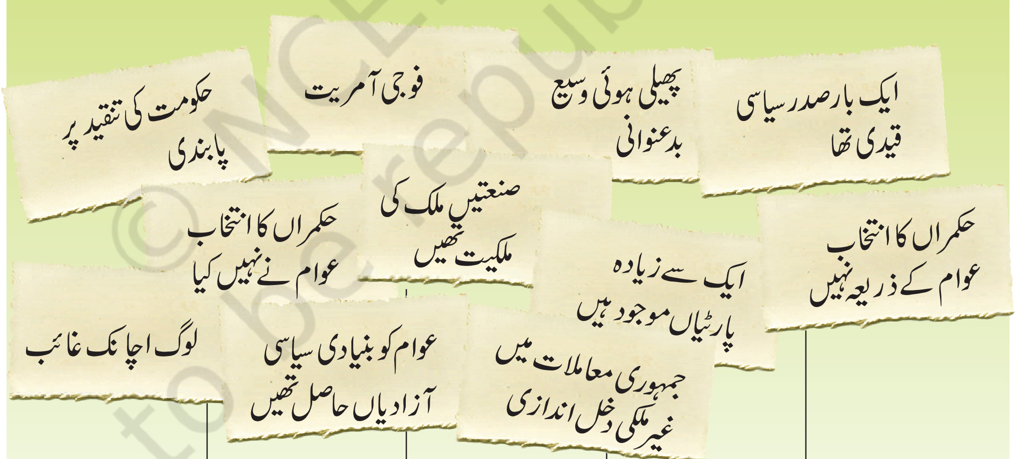

چلی ولیشا	چلی جاروزلسکی	چلی بشیلیٹ	چلی پنوشٹ	چلی النڈے

© NCERT not to be republished

2019-20

1.2 جمہوریت کا بدلتا نقشہ (THE CHANGING MAP OF DEMOCRACY)

بیسویں صدی ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جو کہ ہم اوپر پڑھ چکے ہیں۔ جمہوریت کی جانب مراجعت کی کہانی، جمہوریت کے لیے چیلنج کی کہانی، فوجی بغاوت کی کہانیاں، جدوجہد کی کہانیاں اور جمہوریت کو واپس لانے کے لیے عوامی کشمکش کی کہانیاں۔ کیا ان کہانیوں میں کوئی ایسی وضع تھی جو جمہوریت کی جانب قدم بڑھانے اور جمہوریت میں رکاوٹ ڈالنے دونوں کو درج کرتی ہے؟ آیئے ہم اُن بنیادی خصوصیات کو استعمال کرتے ہیں جن کو ہم نے اوپر دیکھا تھا اور دنیا کے مختلف ممالک میں جمہوریت کی شناخت کرتے ہیں۔

یہاں پیش کئے گئے تین نقشے یہی مقصد پورا کرتے ہیں۔ ان نقشوں پر نظر ڈالیے اور معلوم کیجئے کہ آیا بیسویں صدی میں جمہوریتوں کے ارتقائی مرحلے طے کرنے کے طریقہ میں کوئی مخصوص نمونہ موجود تھا۔ پہلا نقشہ اُن ممالک کے بارے میں بتاتا ہے جہاں دوسری عالمی جنگ کے چند ہی سال بعد 1950 میں جمہوری نظام موجود تھا۔ یہ نقشہ اُن ممالک کو بھی دکھاتا ہے جو 1900 تک جمہوریہ ہو چکے تھے دوسرا نقشہ 1975 کے بعد اُن نوآبادیات کی تصویر پیش کرتا ہے جنہوں نے آزادی حاصل کرکے جمہوری حکومتیں قائم کی تھیں۔ آخر میں ہم ایک دوسری چھلانگ لگاتے ہیں اور 21 ویں صدی کی ابتدا پر سال 2000 میں جمہوریتوں پر نظر ڈالتے ہیں۔

جب ہم ان نقشوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں خود سے چند سوال کرنا چاہئے۔ بیسویں صدی تک کا سفر جمہوریتوں نے کس طرح طے کیا ہے۔ کیا ان کی توسیع کا نمونہ واضح ہے۔ یہ توسیع کب ہوئی؟ کس خطے میں ہوئی؟

نقشہ 1.1: 1900-50 کے درمیان جمہوری حکومتیں

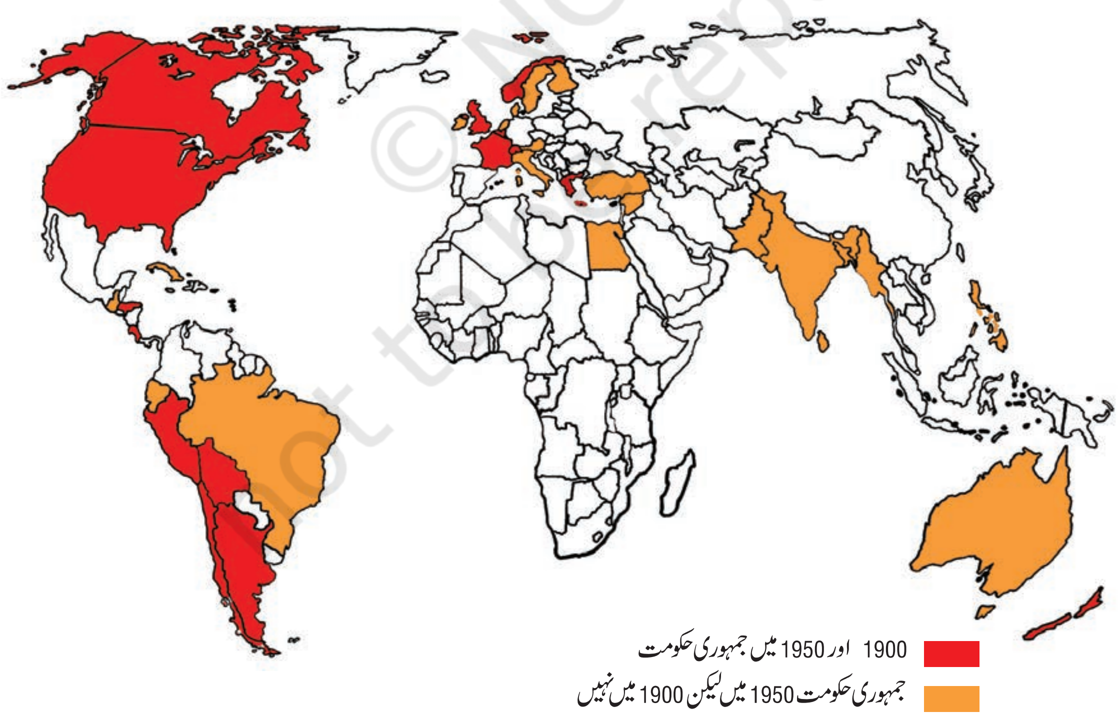

© NCERT not to be republished

نقشہ 1.2: 1975 میں جمہوری حکومتیں

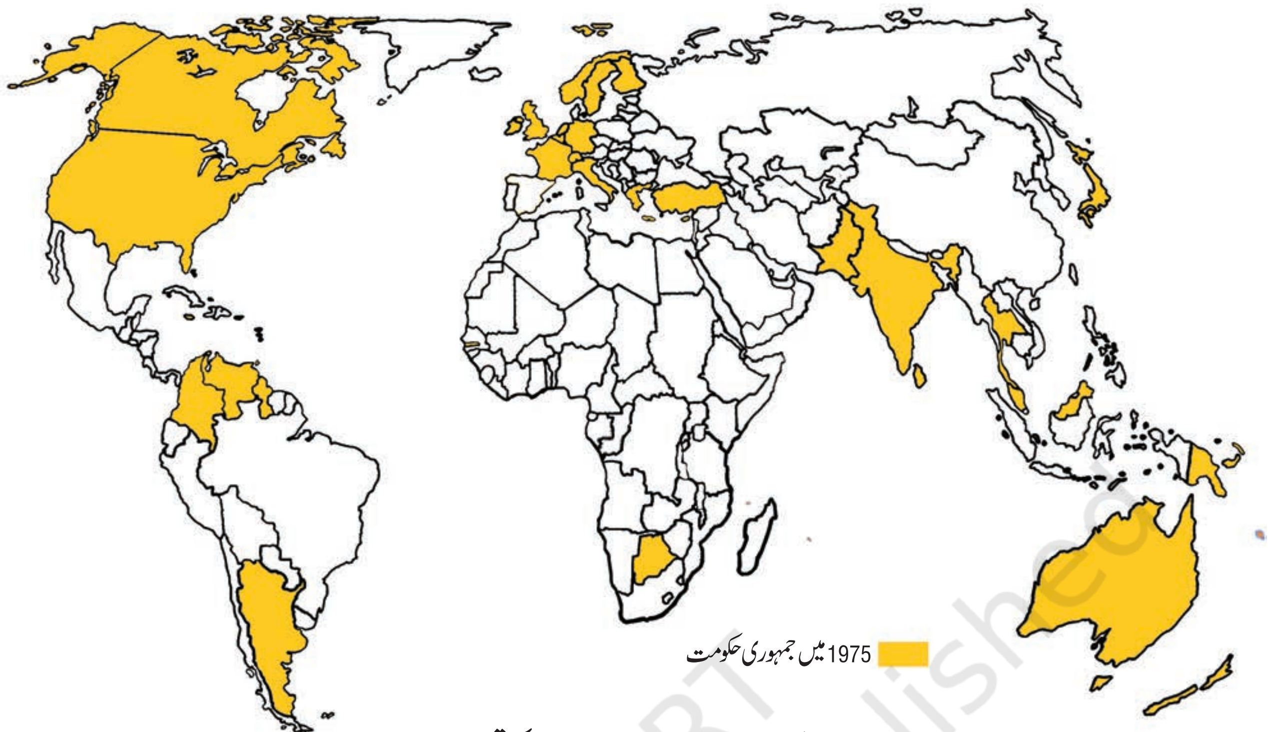

نقشہ 1.3: 2000 میں جمہوری حکومتیں

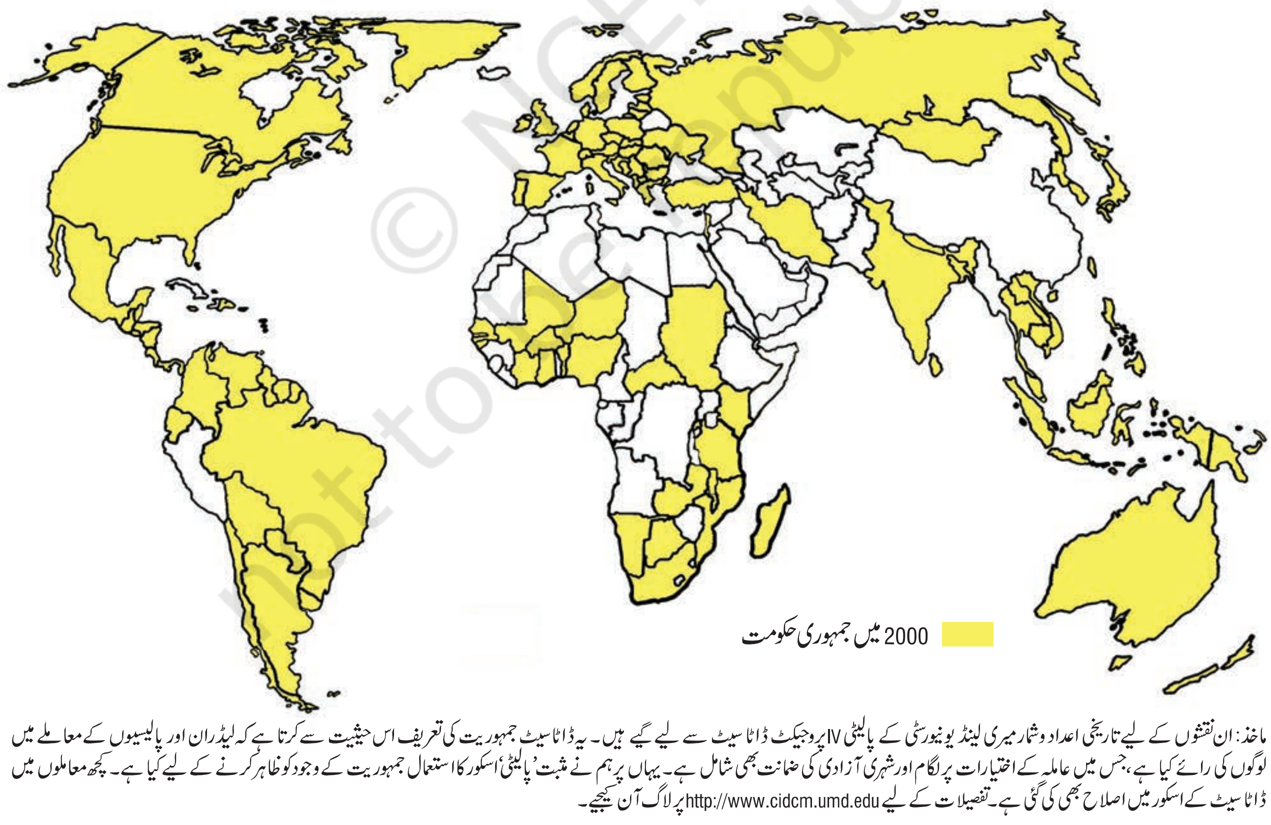

ماخذ: ان نقشوں کے لیے تاریخی اعداد وشمار میری لینڈ یونیورسٹی کے پالیٹی IV پروجیکٹ ڈاٹا سیٹ سے لیے گیے ہیں۔ یہ ڈاٹا سیٹ جمہوریت کی تعریف اس حیثیت سے کرتا ہے کہ لیڈران اور پالیسیوں کے معاملے میں لوگوں کی رائے کیا ہے، جس میں عاملہ کے اختیارات پر لگام اور شہری آزادی کی ضمانت بھی شامل ہے۔ یہاں پر ہم نے مثبت 'پالیٹی' اسکور کا استعمال جمہوریت کے وجود کو ظاہر کرنے کے لیے کیا ہے۔ کچھ معاملوں میں ڈاٹا سیٹ کے اسکور میں اصلاح بھی کی گئی ہے۔ تفصیلات کے لیے http://www.cidcm.umd.edu پر لاگ آن کیجیے۔

© NCERT not to be republished

اپنی پیش رفت کی جانچ کیجیے

تین نقشوں کی بنیاد پر اُن تین ممالک کی شناخت کیجیے جو مقررہ برسوں کے لیے اُن براعظموں میں جمہوری تھے اور درج ذیل جدول بنائیے جیسا کہ نیچے دیا گیا ہے۔

سال	افریقہ	ایشیا	یوروپ	لاطینی امریکہ
1950				
1975				
2000				

- نقشہ 1.1 میں چند ایسے ممالک کی شناخت کیجیے جو 1900 اور 1950 کے درمیان جمہوری رہے۔
- نقشہ 1.1 اور 1.2 میں ایشیا کے چند ایسے ممالک کی شناخت کیجیے جو 1950 اور 1975 کے درمیان جمہوری رہے۔
- نقشہ 1.2 اور 1.3 میں ایسے ممالک کی شناخت کیجیے جو 1975 اور 2000 کے درمیان یوروپ کے اندر جمہوری تھے۔
- لاطینی امریکہ کے چند ایسے ممالک کی شناخت کیجیے جو 1975 کے بعد جمہوری تھے۔
- ایسے بڑے ممالک کی ایک فہرست بنائیے جو 2000 میں جمہوری نہیں تھے۔

آیئے ہم اُن اہم نکات کا خلاصہ کرتے ہیں جو اُن نقشوں کو پڑھنے کے بعد سامنے آئے ہیں۔ آپ کو اُس سوال کا جواب دینے کے لیے جو ہر نکتہ کے بعد آتا ہے نقشہ کو دوبارہ دیکھنے کی ضرورت ہوگی۔

- **پوری بیسویں صدی کے دوران جمہوریت کی توسیع ہوئی ہے۔** کیا یہ کہنا ٹھیک ہے کہ ان نقشوں میں ہر نکتہ پر، سابقہ نکتہ کی بہ نسبت جمہوری ممالک کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا ہے۔
- **دنیا کے تمام حصوں میں جمہوری کی توسیع یکساں طور سے نہیں ہوئی۔ پہلے تو یہ چند خطوں میں قائم ہوئی اور اُس کے بعد دوسرے خطوں تک پھیل گئی۔** دنیا کے کن براعظموں میں 1900 اور 1950 میں جمہوریتوں کی تعداد زیادہ تھی؟ اور کس میں تقریباً نہیں تھی؟
- **آج جبکہ اکثر ممالک جمہوری ہیں، اب بھی دنیا کے بڑے حصے ایسے ہیں جہاں جمہوری نظام موجود نہیں ہے۔** دنیا کے وہ کون سے خطے ہیں جہاں 2000 میں زیادہ تر ممالک میں جمہوریتیں نہیں تھیں؟

ان نقشوں پر نظر ڈالنے کے بعد آپ کو جمہوریت کی توسیع میں کون سا زمانہ سب سے زیادہ اہم نظر آتا ہے؟ کیوں؟

1.3 جمہوریت کی توسیع کے مرحلے
(PHASES IN THE EXPANSION OF DEMOCRACY)

ابتدا (The Beginning)

بیسویں صدی سے پہلے جو کچھ بھی واقعات رونما ہوئے، یہ نقشے اُس کے بارے میں کچھ زیادہ معلومات فراہم نہیں کرتے۔ جدید جمہوریت کی کہانی کم از کم دو صدی پہلے شروع ہوئی تھی۔ آپ نے اس کورس کی تاریخ کی کتاب میں 1789 کے فرانسیسی انقلاب کے بارے میں مطالعہ کیا ہوگا۔ اس مشہور عوامی بغاوت کے نتیجہ میں فرانس کے اندر ایک محفوظ اور مستحکم جمہوریت قائم نہیں ہوئی۔ پوری اُنیسویں صدی کے دوران فرانس کے اندر جمہوریت کو کئی بار اُکھاڑ پھینکا گیا اور بحال کیا گیا۔ تاہم فرانسیسی انقلاب سے پورے یوروپ میں جمہوریت کے لیے جدوجہد کی گئی۔

© NCERT not to be republished

برطانیہ میں جمہوریت کی جانب پیش رفت فرانسیسی انقلاب سے کہیں پہلے شروع ہو چکی تھی۔ لیکن ترقی کی یہ رفتار نہایت سست تھی۔ اُٹھارویں اور اُنیسویں صدی کے دوران سیاسی واقعات کے سلسلوں نے شہنشاہیت اور جاگیردارانہ امراء کی طاقت کو کافی حد تک کمزور کر دیا تھا۔ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہوا۔ فرانسیسی انقلاب کے دوران، 1776 میں، شمالی امریکہ میں واقع برٹش نوآبادیات نے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا۔ اگلے چند سالوں کے اندر ہی ان نوآبادیات نے مل کر ریاستہائے متحدہ امریکہ (یو ایس اے) وجود میں آیا۔ ان ریاستوں نے 1787 میں جمہوری آئین اپنایا۔ لیکن یہاں بھی ووٹ دینے کا حق چند ہی لوگوں کو حاصل تھا۔

اُنیسویں صدی کے دوران، سیاسی مساوات، آزادی اور جمہوریت کا محور تھے۔ ہر بالغ شہری کے لیے ووٹ دینے کا حق عوام کی ایک بڑی مانگ تھی۔ متعدد ایسے یوروپی ممالک، جو زیادہ سے زیادہ جمہوری بن رہے تھے، ابتدا میں اپنے تمام لوگوں کو ووٹ دینے کا حق نہیں دیا۔ چند ممالک ایسے بھی تھے جہاں صاحبِ جائیداد لوگوں کو ہی ووٹ دینے کا حق حاصل تھا۔ اکثر عورتوں کو ووٹ کا حق حاصل نہ تھا۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں 1965 تک ملک کے سیاہ فام باشندوں کو ووٹ دینے کا حق حاصل نہ تھا۔ وہ لوگ جو جمہوریت کے لیے جدوجہد کر رہے تھے، تمام بالغوں کے لیے عالمی طور سے، وہ چاہے مرد ہو یا عورت، امیر ہو یا غریب، گورا ہو یا کالا، یہ حق دلوانا چاہتے تھے۔ اس کو ''عالمی بالغ رائے دہندگی'' یا ''عالمی حق رائے دہندگی'' (Universal Adult Franchise) کہتے ہیں۔ نیچے دیا ہوا باکس دنیا کے متعدد ممالک میں عالمی حق رائے دہندگی کو ملی منظوری کو ظاہر کرتا ہے۔

عالمگیر بالغ رائے دہندگی کو کب منظوری حاصل ہوئی؟

1893	نیوزی لینڈ
1917	روس
1918	جرمنی
1919	نیدرلینڈ
1928	برطانیہ
1931	سری لنکا
1934	ترکی
1944	فرانس
1945	جاپان
1950	ہندوستان
1951	ارجنٹائنا
1952	یونان
1955	ملیشیا
1962	آسٹریلیا
1965	ریاستہائے متحدہ امریکہ
1978	اسپین
1994	جنوبی افریقہ

نوٹ: دنیا کے مختلف حصوں کے ممالک کی یہ چند ایسی توضیحی مثالوں کی فہرست ہے جہاں عالمگیر بالغ رائے دہندگی عطا کی گئی تھی۔ دیا ہوا سال اُس ملک میں ایک آدمی ایک ووٹ کے اُصول کو ظاہر کرتا ہے کہ اُس ملک میں مکمل طور پر کب سے اُسے تسلیم کیا گیا۔ اس لسٹ میں وہ معاملے شامل نہیں ہیں جہاں بعد میں ووٹ کا حق چھین لیا گیا تھا۔

جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ 1900 تک نیوزی لینڈ واحد ایسا ملک تھا جہاں ہر بالغ کو مساویانہ طور سے ووٹ کا حق حاصل تھا لیکن اب نقشہ کی جانب واپس لوٹیں تو اس میں متعدد ایسے ممالک بھی دکھائی گئے ہیں جہاں بیسویں صدی کی ابتدا میں جمہوریت دکھائی گئی ہے۔ ان ممالک میں اشخاص کی ایک بڑی تعداد نے جن میں زیادہ تر مرد تھے، اپنی حکومتوں کا انتخاب کیا تھا اور جہاں کسی نہ کسی حد تک سیاسی آزادی دی گئی تھی۔ یوروپ، شمالی امریکہ اور لاطینی امریکہ میں سب سے ابتدا میں جمہوریتیں قائم ہوئیں۔

زیادہ تر ملک کے اندر مردوں کی بہ نسبت عورتوں کو ووٹ کا حق کافی بعد میں کیوں دیا گیا؟ ایسا ہندوستان میں کیوں نہیں ہوا؟

2019-20

استعماریت کا اختتام (End of Colonialism)

ایشیا اور افریقہ کے زیادہ تر ممالک زیادہ عرصے تک یوروپی اقوام کے زیر اقتدار تحت نوآبادیات تھے۔ نوآبادیاتی ممالک کے لوگوں کو آزادی حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کرنی پڑی۔ وہ نہ صرف اپنے نوآبادیاتی آقاؤں سے چھٹکارا پانا چاہتے تھے بلکہ اپنے مستقبل کے لیڈروں کا بھی انتخاب کرنا چاہتے تھے۔ ہمارا ملک اُن چند نوآبادیات میں سے ایک تھا جہاں عوام نے نوآبادیاتی نظام سے ملک کو آزاد کرانے کے لیے قوم پرستانہ جدوجہد جاری رکھی۔ ان میں سے زیادہ تر ممالک 1945 میں دوسری عالمی جنگ کے فوراً بعد جمہوریتیں بن گئے۔ ہندوستان نے 1947 میں آزادی حاصل کی اور ایک غلام ملک سے جمہوریت کی جانب اپنا سفر شروع کیا۔ تب سے اب تک ایک جمہوری ملک چلا آ رہا ہے۔ زیادہ تر دوسری نوآبادیات کو ایسا اچھا تجربہ حاصل نہیں ہوا۔

گھانا ہی کی مثال لیجیے جو مغربی افریقہ میں ایک ملک ہے اور سابقہ نوآبادیات کے زیادہ عام تجربے کو واضح کرتا ہے یہ ایک برطانوی نوآبادی ہوا کرتا تھا جس کا نام گولڈ کوسٹ (سونے کا ساحل) تھا۔ یہ 1957 میں آزاد ہوا۔ یہ افریقہ کے ایسے پہلے ممالک میں سے تھا جس نے پہلے آزادی حاصل کی۔ دوسرے افریقی ممالک کو بھی اپنی آزادی کی جدوجہد کے لیے اس سے تحریک حاصل ہوئی۔ کوام نکرومہ (تلفظ انکرومہ ہوتا ہے) جو ایک سنار کا بیٹا تھا اور خود ایک معلم تھا، اپنے ملک کی آزادی کی جدوجہد کے لیے سرگرم تھا۔

آزادی کے بعد نکرومہ گھانا کا پہلا وزیر اعظم اور اُس کے بعد صدر بنا۔ وہ جواہر لعل نہرو کا دوست اور افریقہ میں جمہوریت پسندوں کے لیے باعث تحریک تھا۔ لیکن نہرو سے بالکل مختلف وہ تاحیات صدر منتخب ہوا۔ اُس کے تھوڑی ہی مدت بعد 1966 میں فوج نے اُس کا تختہ پلٹ دیا۔ گھانا ہی کی طرح زیادہ تر ایسے ممالک جو آزادی حاصل کرنے کے لیے جمہوریتیں بنے، ایک ملاجلا تجربہ رکھتے ہیں۔ یہ زیادہ عرصہ تک جمہوریتیں نہ رہ سکے۔

سرگرمی

- نقشہ میں گھانا کی نشان دہی کیجیے اور اس کے بعد سابقہ سیکشن میں دیئے گئے تین نقشوں میں اُس ملک کو دکھایئے۔ کیا گھانا 2000 میں ایک جمہوری ملک تھا؟
- کیا آپ کے خیال میں کسی شخص کو تاحیات صدر منتخب کرنا مناسب ہے؟ یا ہر چند سال بعد حسبِ ضابطہ انتخابات کرانے چاہئیں؟

حالیہ مرحلہ (Recent phase)

جمہوریت کی جانب 1980 کے بعد اگلا بڑا دباؤ اُس وقت پڑا جب لاطینی امریکہ کے متعدد ممالک میں جمہوریت کا احیاء ہوا۔ 1990 میں سوویت یونین میں آئے انتشار نے اس دباؤ کی رفتار میں مزید اضافہ کر دیا۔ پولینڈ کی کہانی سے ہم کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ مشرقی یوروپ میں واقع بیشتر پڑوسی کمیونسٹ ممالک سوویت نگرانی کے تحت تھے۔ 1989-90 کے دوران پولینڈ اور متعدد دوسرے پڑوسی ممالک سوویت یونین کے کنٹرول (نگرانی) سے آزاد ہو گئے۔ اُنھوں نے جمہوریت پر چلنے کے راستہ کا انتخاب کیا۔ آخر میں خود سوویت یونین 1991 میں ٹوٹ گیا۔ سوویت یونین 15 جمہوریتوں پر مشتمل تھا۔ یہ تمام آئینی جمہوریتیں آزاد ممالک کی شکل میں اُبھریں۔ ان میں سے بیشتر جمہوریتیں بن گئیں۔ اس طرح مشرقی یوروپ پر سوویت کنٹرول کا اختتام اور سوویت یونین کا اختتام دنیا کے سیاسی نقشہ پر تبدیلی کا ایک بڑا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

اس مدت کے دوران ہندوستان کے پڑوس میں بھی بڑی تبدیلی رونما ہوئی۔ پاکستان اور بنگلہ دیش نے 1990

© NCERT not to be republished

کے دہے کے دوران فوجی حکومت سے جمہوریت کی جانب ایک عبوری دَور کا زمانہ پار کیا۔ نیپال میں بادشاہ منتخبہ لیڈروں کی رہنمائی میں آئینی بادشاہ (آئین کا طابع) بننے کے لیے اپنے بیشتر اختیارات سے دست بردار ہوگیا۔ تاہم، یہ تبدیلیاں مستقل نہیں رہیں 1999 میں جنرل پرویز مشرف پاکستان میں فوجی حکومت دوبارہ واپس لے آئے 2005 میں، نیپال کے بادشاہ نے منتخبہ حکومت کو برطرف کر دیا اور سابقہ دہے میں عوام نے جن سیاسی آزادیوں کو حاصل کیا تھا، اُن کو منسوخ کر دیا۔ لیکن 2008 میں پاکستان دوبارہ جمہوری ملک بن گیا اور نیپال بادشاہت ختم ہونے کے بعد جمہوری ریاست بن گیا۔

اس کے باوجود اس مدت کے دوران زیادہ تر ممالک کا میلان جمہوریت کی طرف رہا۔ یہ مرحلہ اب بھی جاری ہے۔ 2016 تک تقریباً 140 ممالک میں کثیر پارٹی انتخابات ہوئے تھے۔ یہ تعداد پہلی مدت کے مقابلے کہیں زیادہ تھی۔ اسی مدت کے دوران 80 فیصد سے بھی زیادہ غیر جمہوری ممالک نے جمہوریت کی جانب نمایاں پیش رفت کی۔ لیکن آج بھی متعدد ممالک ایسے ہیں جہاں عوام آزادانہ طور سے اظہارِ رائے نہیں کر سکتے۔ وہ اب بھی اپنے رہنماؤں کا انتخاب نہیں کر سکتے۔ وہ اپنی موجودہ اور مستقبل کی زندگی کے بارے میں کوئی بڑا فیصلہ نہیں کر سکتے۔

ایک ایسا ہی ملک میانمار ہے۔ اس کو 1948 میں نوآبادیاتی نظام سے آزادی ملی تھی اور ایک جمہوریت بنا۔ لیکن 1962 میں اچانک فوجی بغاوت کے ساتھ جمہوری حکومت کا خاتمہ ہوا۔ تقریباً 30 سال بعد 1990 میں

Dev Ley, Wikipedia, GNU Free Documentation License

اکرہ میں کوام نکرومہ میموریل پارک جو گھانا کی راجدھانی ہے۔ نکرومہ کی موت کے بیس سال بعد 1992 میں اس پارک کو منظوری دی گئی۔ اس تاخیر کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟

کارٹون پڑھیے

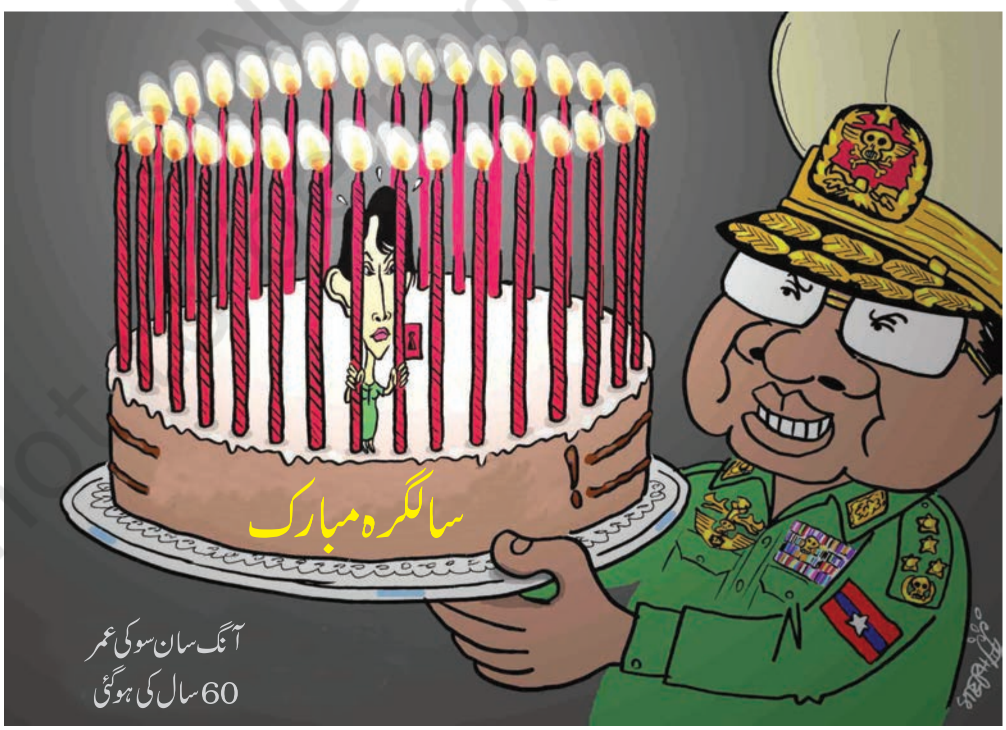

©Stephane Peray, Thailand, Cagle Cartoons Inc.

جب آنگ سان سو کی (Aung San Suu Kyi) عمر 60 سال ہوئی تو یہ کارٹون 2005 میں چھپا تھا۔ کارٹونسٹ یہاں کیا کہنا چاہتا ہے؟

پہلی بار انتخابات کرائے گئے۔ آنگ سان سوکی (تلفظ سوچی) کی رہنمائی میں نیشنل لیگ آف ڈیموکریسی (NLD) نے انتخاب میں فتح پائی لیکن میانمار کے فوجی لیڈروں نے حکومت سے دست بردار ہونے سے انکار کر دیا اور انتخابی نتائج کو تسلیم نہیں کیا۔ اس کے بجائے فوج نے منتخبہ جمہوری حامی لیڈروں اور خود سوچی کو گھر کے اندر نظر بند کر دیا۔ سیاست میں سرگرم حصہ لینے والوں کو اور یہاں تک کہ معمولی سے قصور کے لیے سات سال سے پندرہ سال تک کی جیل ہوئی۔ کھلے عام اپنے خیالات کا اظہار کرنے والے یا حکومت کی تنقید میں بیانات جاری کرنے والے کسی بھی شخص کو بیس سال تک کی قید و بند ہوسکتی تھی۔ فوجی حکومت کی جارحانہ پالیسیوں کے نتیجہ میں، میانمار کے اندر ملک کے تقریباً 6 سے 10 لاکھ افراد اپنے گھروں سے اُکھاڑ پھینکے گئے جنھوں نے کہیں دوسری جگہ جا کر پناہ لی۔

خانہ قید ہونے کی رکاوٹوں کے باوجود سوچی جمہوریت کے حق میں اپنی مہم چلاتی رہی۔ اُس کے نظریے کے مطابق ''برما میں جمہوریت کی تلاش، ایک مکمل قوم اور آزاد اور عالمی برادری کے مساوی ممبران کی حیثیت سے زندہ رہنے کی عوامی جدوجہد ہے۔'' اُس کی جدو جہد کو بین الاقوامی برادری نے تسلیم کیا۔ اُس کو نوبل انعام سے بھی نوازا گیا۔ آخر کار ان کی رہنمائی میں نیشنل لیگ آف ڈیموکریسی نے 2015 کے تاریخی انتخاب میں حصہ لیا اور عوامی جمہوریت کو قائم کیا۔

سرگرمی

- نقشہ میں میانمار کی نشاندہی کیجیے۔ ہندوستان کی کون سی ریاستیں اس ملک کی سرحد پر واقع ہیں؟
- آنگ سان سوکی (سوچی) کی زندگی پر ایک مختصر مضمون لکھیے۔
- اس جدوجہد کے بارے میں اخبارات کی رپورٹیں جمع کیجیے۔

1.4 عالمی سطح پر جمہوریت (DEMOCRACY AT THE GLOBAL LEVEL?)

جمہوریت کے مختلف مراحل کا مطالعہ کرنے کے بعد، ایک اُستاد مسٹر سنگھ نے طلباء سے اپنے سیکھے ہوئے علم کا خلاصہ کرنے کو کہا۔ استاد اور طلباء کے درمیان جس طرح مکالمہ ہوا نیچے دیا جا رہا ہے:

فریدہ: ہم نے سیکھا ہے کہ پورے دنیا کے زیادہ سے زیادہ خطوں اور ممالک میں جمہوریت کی توسیع ہو رہی ہے۔

راجیش: ہاں، اب ہم پہلے سے بہتر دنیا میں رہ رہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ ہم عالمی جمہوریت کی جانب قدم بڑھا رہے ہیں۔

سشمتا: عالمی جمہوریت! آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں؟ میں نے ٹیلی ویژن پر ایسا پروگرام دیکھا تھا جس میں دکھایا گیا تھا کہ امریکیوں نے بغیر کسی جواز کے کس طرح عراق پر حملہ کر دیا۔ کسی بھی مرحلے پر عراقی عوام سے کبھی مشورہ نہیں کیا گیا۔ آپ اس کو ایک عالمی جمہوریت کس طرح کہہ سکتے ہیں؟

فریدہ: میں مختلف ممالک کے درمیان آپسی تعلقات کی بات نہیں کر رہی ہوں۔ میں تو صرف یہ کہہ رہی ہوں کہ اب زیادہ سے زیادہ ممالک جمہوری بن رہے ہیں۔

راجیش: لیکن دونوں کے درمیان پھر فرق کیا ہوا؟ اگر زیادہ سے زیادہ ممالک جمہوری بنتے ہیں تو کیا یہ لازمی نہیں ہے کہ دنیا بھی جمہوری شکل اختیار کر لے گی؟ بہرحال عراق جنگ بھی تو اُس ملک میں جمہوریت لے جانے کے لیے لڑی گئی تھی۔

© NCERT not to be republished

سشمتا: نہیں! میرے لیے یہ بالکل واضح نہیں ہے۔

سنگھ صاحب: میرے خیال میں ہم یہاں دو بالکل مختلف باتوں کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں۔ فریدہ نے آج کی دنیا میں مختلف ممالک کے اندر جمہوری حکومتوں کے قیام کے بارے میں بات کی تھی۔ سشمتا اور راجیش کے درمیان اختلافِ رائے کسی دوسری بات پر ہے۔ اُن کا اختلاف مختلف ممالک کے درمیان آپسی تعلقات پر ہے۔ راجیش سنو، یہ بات تو بالکل ممکن ہے کہ کسی ایک ملک کے حکمراں جو لوگوں کے ذریعہ جمہوری طور پر منتخب ہوکر آئے ہوں، دوسرے ممالک پر تسلط جمانے کی خواہش رکھ سکتے ہیں۔

سشمتا: ہاں جناب، بالکل یہی بات ہے جو عراق پر جنگ کی صورت میں سامنے آئی۔

سریندر: میں تو گومگوں کی حالت میں ہوں۔ ہم عالمی سطح پر جمہوریت کی بات کس طرح کر سکتے ہیں؟ کیا اس کرۂ زمین پر کوئی عالمی حکومت موجود ہے؟ دنیا کا صدر کون ہے؟ اگر کسی عالمی حکومت کا وجود ہی نہیں تو پھر یہ (دنیا) جمہوری یا غیر جمہوری کس طرح ہو سکتی ہے؟

بین الاقوامی تنظیمیں (International Organizations)

آیئے ہم اُس سوال کی جانب توجہ کرتے ہیں جو اس مکالمے میں آ چکا ہے۔ کیا پوری دنیا میں جمہوری حکومتوں کی تعداد میں اضافہ خود بخود ممالک کے درمیان جمہوری رشتہ پیدا کرتا ہے؟ اس سے پہلے کہ ہم اس سوال کا جواب دیں، ہم تھوڑا بہت سریندر کی جانب سے اُٹھائے گئے نکتہ کے بارے میں سوچتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ایک حکومت ہندوستان کی حکومت ہے، ایک ریاستہائے متحدہ امریکہ کی حکومت ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن کوئی عالمی حکومت نہیں ہے۔ دنیا کی کوئی بھی حکومت ایسا کوئی قانون پاس نہیں کر سکتی جو دنیا کے تمام لوگوں پر نافذ ہو سکے۔ اب اگر ایسی کسی حکومت کا وجود ہی نہیں ہے اور اگر وہاں نہ تو حکمراں ہیں اور نہ ہی محکوم، تو ہم یہاں پر جمہوریت کی دو خصوصیات کو کس طرح استعمال کر سکتے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جمہوریت کی یہ دو خصوصیات ایسی ہیں جہاں حکمراں عوام کے ذریعہ منتخب کئے گئے ہوں اور یہ کہ عوام کو بنیادی سیاسی آزادیاں حاصل ہوں۔

سادے الفاظ میں ہم یہ کہیں گے کہ سریندر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہاں جمہوریت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دنیا میں کوئی بھی ایک عالمی حکومت نہیں ہے۔ لیکن دنیا میں بہت سے ایسے ادارے ضرور ہیں جو جزوی طور سے ایسی ہی حکومت کے کام انجام دیتے ہیں۔ یہ تنظیمیں ممالک اور شہریوں پر ایسے احکام جاری نہیں کر سکتیں جیسے کہ ایک حکومت کر سکتی ہے لیکن وہ ایسے اُصول ضرور مرتب کرتی ہیں جو حکومتوں پر حد بندیاں قائم کرتے ہیں۔ ان نکات پر غور کیجیے:

کیا ایک عالمی حکومت ہونی چاہئے؟ اگر ہونی چاہئے تو اس کا انتخاب کس کو کرنا چاہئے۔ اس کے ہاتھ میں کیا اختیارات ہونے چاہئیں؟

©Angel Boligan, Universal, Mexico, Cagle Cartoons Inc.

یہ کارٹون 2005 میں میکسیکو میں شائع ہوا جس کا عنوان تھا ''بین الاقوامی کھیل''۔ یہاں کارٹونسٹ کون سے کھیلوں کے بارے میں بات کر رہا ہے؟ گیند کس چیز کی علامت ہے؟ کھلاڑی کون ہیں؟

کیا یو این (UN) کے مستقل ممبران کو ویٹو کرنے کا اختیار حاصل ہونا چاہیے؟

- ان سمندروں پر نگرانی رکھنے کے لیے قانون اور اُصول کون بناتا ہے جو کسی ایک ملک کی سرحد میں نہیں آتے؟ یا ماحولیاتی فرسودگی پر قابو پانے کے لیے اقدام کون اُٹھاتا ہے جو مجموعی طور پر تمام ہی ممالک کو خطرے میں ڈالتی ہے۔ ان سوالات پر اقوام متحدہ (UN) نے ایسے مشاورتی سمجھوتے (قول وقرار) اخذ کئے ہیں جو دنیا کے زیادہ تر ممالک کو پابند بناتے ہیں۔ بین الاقوامی قانون، تحفظ، معاشی ترقی اور سماجی مساوات میں مدد کرنے کے لیے اقوام متحدہ دنیا کی ایک عالمی انجمن ہے۔ اقوام متحدہ کا سکریٹری جنرل اُس کا سب سے بڑا انتظامی افسر ہے۔
- جب ایک ملک کسی دوسرے ملک پر غیر منصفانہ طور سے حملہ کرے تو کیا ہوتا ہے؟ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل، جو یو این (UN) کا ایک حصہ ہے، ممالک کے اندر امن و سلامتی برقرار رکھنے کے لیے ذمہ دار ہے۔ یہ ایک بین الاقوامی فوج جمع کرکے خطا کار کے خلاف کارروائی کرسکتی ہے۔
- حکومتوں کو ضرورت پڑنے پر روپیہ کون قرض دیتا ہے؟ بین الاقوامی مالی فنڈ (IMF) یہ کام انجام دیتا ہے۔ عالمی بینک بھی ممالک کو روپیہ قرض پر دیتا ہے۔ قرض دینے سے پہلے یہ متعلقہ حکومتوں سے اپنے حساب کتاب (کھاتے) دکھانے اور اپنی معاشی پالیسیوں میں تبدیلیاں لانے کو کہتا ہے۔

کیا یہ فیصلے جمہوری ہوتے ہیں؟

(Are these decisions democratic?)

اس لیے عالمی سطح پر بہت سے ایسے ادارے موجود ہیں جو ایسے کام کرتے ہیں جن کو ایک عالمی حکومت کرے گی۔ لیکن ہمیں یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ یہ تنظیمیں کس درجہ جمہوری ہیں۔ اس سلسلے میں پیائش کا پیمانہ یہ ہے کہ آیا ہر ملک کو ایسے فیصلوں میں جو اُن کو متاثر کرتے ہیں، آزادانہ اور مساویانہ طور سے کچھ کہنے کا حق بھی حاصل ہے یا نہیں۔ اس روشنی میں آیئے ہم عالمی جماعتوں کی چند تنظیموں کا احتساب کرتے ہیں۔

یو این کی سبھی 193 ریاستوں کے ممبر کو (1ر ستمبر 2012 سے) یو این جنرل اسمبلی میں ایک ووٹ دینے کا حق حاصل ہے۔ یہ ممبر ممالک کے نمائندوں میں سے ایک منتخبہ صدر کے تحت باقاعدہ سالانہ اجلاس میں جمع ہوتے ہیں۔ جنرل اسمبلی ایک پارلیمنٹ کی طرح ہوتی ہے، جہاں تمام فیصلے کیے جاتے ہیں۔ اس معنی میں اگر دیکھا جائے تو یو این کافی حد تک جمہوری تنظیم نظر آئے گی۔ لیکن مختلف ممالک کے درمیان تصادم کی صورت میں جنرل اسمبلی کو کسی بھی قسم کی کارروائی کرنے کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔

یو این کی سلامتی کونسل کے پندرہ ممبران ایسے نازک فیصلے لے سکتے ہیں۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ، روس، برطانیہ، فرانس اور چین کونسل کے پانچ مستقبل ممبران ہیں۔ دس دوسرے ممبران کو، جنرل اسمبلی دو سال کی مدت کے لیے انتخاب کرتی ہے۔ اصل اختیارات پانچ مستقل ممبران کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں۔ اس کے مستقل ممبران، خاص طور سے یو ایس، اقوام متحدہ کی دیکھ بھال کے لیے ضروری روپیہ فراہم کرتا ہے۔ اس کے ہر مستقل ممبر کو ویٹو کا اختیار حاصل ہے۔ اس لیے کونسل کبھی کوئی ایسا فیصلہ نہیں کرسکتی اگر اس کا ایک مستقل ممبر اُس فیصلہ کو ماننے سے انکار کردے۔ اس صورتِ حال کی وجہ سے دنیا کے زیادہ سے زیادہ لوگ اور ممالک کا احتجاج اور مطالبہ ہے کہ اقوام متحدہ کو زیادہ جمہوری ہونا چاہیے۔

بین الاقوامی مالی فنڈ (آئی ایم ایف) دنیا کے اندر کسی بھی ملک کے لیے سب سے بڑے قرض دینے والے اداروں میں سے ایک ہے۔ اُس کی 189 ریاستوں کے ممبر (12/ اپریل 2016 کے مطابق) کو ووٹ دینے

© NCERT not to be republished

کے مساوی حقوق حاصل نہیں ہیں۔ کسی بھی ملک کے ووٹ کی قیمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آئی ایم ایف کو وہ ملک کتنی رقم بطور تعاون دیتا ہے۔ آئی ایم ایف میں ووٹنگ کا 40% اختیار اُس کے صرف سات ممالک (ریاست ہائے متحدہ امریکہ، جاپان، جرمنی، فرانس، یونائیٹڈ کنگڈم، اٹلی اور کناڈا) کے ہاتھ میں ہے۔ بقیہ 182 ممالک کو اس سلسلے میں کچھ کہنے کا بہت کم ہی اختیار حاصل ہے کہ یہ بین الاقوامی تنظیمیں فیصلے کس طرح کرتی ہیں۔ عالمی بینک میں ووٹ دینے کا یکساں نظام رائج ہے۔ عالمی بینک کا صدر آج تک ہمیشہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا ہی شہری رہا ہے جس کو روایتی طور سے ریاست ہائے متحدہ امریکہ حکومت کا سکریٹری خزانہ (وزیر مالیات) نامزد کرتا ہے۔

سرگرمی

- اقوام متحدہ کی تاریخ اور اُس کی مختلف شاخوں کے بارے میں مزید معلومات حاصل کیجیے۔
- عالمی بینک، آئی ایم ایف اور عالمی تجارتی تنظیم کے فیصلوں کے بارے میں اخبارات سے خبریں جمع کیجیے۔

ان کا موازنہ اُن جمہوری روایات سے کیجیے جن پر ہم اس باب میں بحث کر رہے ہیں۔ آپ اُس ملک کے بارے میں کیا کہیں گے جہاں کچھ افراد کو وزارت میں مستقل حیثیت حاصل ہے اور جن کے ہاتھ میں پوری پارلیمنٹ کے فیصلوں کو روک دینے کا اختیار ہوتا ہے؟ یا ایک ایسی پارلیمنٹ جہاں کل ممبران کے صرف پانچ فیصد ممبران کے ہاتھ میں ووٹوں کی اکثریت ہوتی ہے؟ کیا آپ اس کو جمہوری طریقہ کہیں گے؟ زیادہ تر عالمی ادارے جمہوریت کے اُس سادے سے امتحان میں فیل ہو جاتے ہیں جن کو ہم قومی حکومتوں کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

اگر عالمی ادارے جمہوری نہیں ہیں تو کیا یہ کم سے کم پہلے کی بہ نسبت زیادہ جمہوری بن رہے ہیں؟ یہاں بھی شواہد زیادہ ہمت افزا نہیں دکھائی دیتے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک طرف تو پہلے کی بہ نسبت اقوام زیادہ جمہوری بن رہی ہیں، تو دوسری طرف بین الاقوامی تنظیمیں کم سے کم جمہوری ہو رہی ہیں۔ بیس سال پہلے دنیا کے اندر دو بڑی طاقتیں تھیں۔ امریکہ اور سوویت یونین۔ ان دو بڑی طاقتوں اور اُن کے اتحادیوں کے درمیان آپسی مقابلہ آرائی اور تصادم تمام عالمی تنظیموں کے اندر کسی نہ کسی نوعیت کا توازن برقرار رکھتا تھا۔ سوویت یونین کے انتشار کے بعد امریکہ واحد ایسا ملک ہے جو سپر پاور دکھائی دیتا ہے۔ امریکہ کا یہ تسلط بین الاقوامی تنظیموں کے طریقۂ کار کو متاثر کرتا ہے۔

یہاں کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عالمی جمہوریت کی جانب کوئی خواہش یا پیش رفت نہیں ہے۔ یہ خواہش اُن عوام کی جانب سے پیدا ہوتی ہے جو ایک دوسرے کے رابطے میں آتے ہیں۔ پچھلے چند سالوں سے اپنی حکومتوں

وولف وٹز یو ایس کے محکمہ دفاع (پنٹاگن) میں ایک سینیئر عہدے دار تھا۔ وہ عراق پر حملے کا پرتشدد حامی تھا یہ کارٹون اُس کے عالمی بینک کے صدر کی حیثیت سے تقرری پر رائے زنی کرتا ہے۔ عالمی بینک اور یو ایس کے درمیان تعلقات کے بارے میں یہ کارٹون ہم کو کیا بتاتا ہے؟

کارٹون پڑھیے

©Patrick Chappatte, International Herald Tribune, Cagle Cartoons Inc.

اپنی پیش رفت کی جانچ کیجیے

جمہوریت کو مضبوط بنانے کے لیے یہاں چند تجاویز پیش کی جاتی ہیں۔ کیا آپ ان تبدیلیوں کی حمایت کرتے ہیں؟ کیا یہ تبدیلیاں متوقع ہیں؟ ان میں سے ہر تجویز کے لیے اپنی دلیل پیش کیجیے۔

- زیادہ سے زیادہ ممالک کو سلامتی کونسل کا مستقل ممبر ہونا چاہئے۔
- کسی ملک کی آبادی کی نسبت سے ہر ملک کے نمائندوں کے ساتھ یو این جنرل اسمبلی کو ایک عالمی پارلیمنٹ کی طرح ہونا چاہئے۔ ان نمائندوں کو ایک عالمی حکومت کا انتخاب کرنا چاہئے۔
- انفرادی ممالک کی اپنی فوج نہیں ہونی چاہئے۔ اقوام کے ذریعہ تصادم کی صورت میں امن بحال کرنے کے لیے یو این کو ایک ٹاسک فوج رکھنا چاہئے۔
- یو این صدر کا انتخاب براہِ راست دنیا کے لوگوں کو مل کر کرنا چاہئے۔

کی حمایت کے بغیر مختلف ممالک کے عوام ایک دوسرے کے نزدیک تر آئے ہیں۔ اُنھوں نے چند ممالک اور تجارتی کمپنیوں کے ذریعہ جنگ کے خلاف اور دنیا پر تسلط جمانے کے خلاف بین الاقوامی تنظیمیں قائم کر لی ہیں۔ جہاں تک اقوام کے اندر جمہوریت کا سوال ہے، پیش قدمی عوام کی جدوجہد کی وجہ سے ہوئی ہے۔

جمہوریت کا فروغ (Democracy promotion)

اس صفحہ پر اور اگلے صفحہ پر دیئے گئے دونوں کارٹونوں کو غور سے دیکھئے۔ یہ کارٹون عالمی جمہوریت سے وابستہ بنیادی سوال کھڑے کرتے ہیں۔ حالیہ زمانے میں دنیا کے طاقتور ممالک نے، خاص طور سے ریاستہائے متحدہ امریکہ نے بقیہ دنیا میں جمہوریت کی ترقی کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جمہوریت کی اقدار میں صرف پروپیگنڈہ کرنا ہی کافی نہیں ہے، موجودہ جمہوریتوں کو براہِ راست طور سے اُن ممالک کے قیام کے لیے دخل اندازی کرنا چاہئے۔ جو غیر جمہوری ہیں۔ چند ایسی مثالیں ہیں جہاں طاقتور ممالک نے غیر جمہوری ممالک پر فوجی حملہ کیا ہے۔ یہی وہ صورت ہے جس کے بارے میں سشمتابات کر رہی تھی۔

آیئے معلوم کریں کہ عراق میں کیا ہوا تھا جو ایسی ہی صورت حال کی ایک مثال ہے۔ عراق مغربی ایشیا کا ایک ملک ہے۔ اس نے 1932 میں برطانوی حکمرانی سے آزادی حاصل کی تھی۔ تین دہوں کے بعد، فوجی افسران نے بغاوت کردی۔ تب ہی سے عراق پر عرب سوشلسٹ بعث پارٹی (عربی لفظ بعث کے معنی نشاۃِ ثانیہ) کی حکومت چلی آ رہی تھی۔ بعث پارٹی کے ایک اہم لیڈر صدام حسین نے 1968 کے انقلاب میں اہم کردار ادا کیا تھا جس کے نتیجہ میں پارٹی کے ہاتھ میں اقتدار آیا۔ اس حکومت نے روایتی اسلامی قانون کو ختم کر دیا اور عورتوں کو ووٹ کا حق اور بہت سی ایسی آزادیاں دیں جو دوسرے مغربی ایشیائی ممالک کے باشندوں کو حاصل نہ تھیں۔ 1979 میں عراق کا صدر بننے کے بعد، صدام حسین نے آمرانہ حکومت چلائی۔ کسی بھی قسم کے اختلافات یا اپنی حکومت کے خلاف

''ڈیموکریسی کا کیکٹس'' پہلے 2004 میں چھپا تھا۔ یہاں پر کیکٹس کیا دکھائی دیتا ہے؟ یہ تحفہ کون پیش کر رہا ہے اور کس کو؟ اس میں کیا پیغام دیا گیا ہے؟

کارٹون پڑھیے

© NCERT not to be republished

مخالفت کو سختی سے کچل دیا گیا۔ وہ متعدد سیاسی مخالفین کو قتل کروانے اور مذہبی اقلیتوں کی ایک بڑی تعداد کا قتل عام کروانے کے لیے مشہور تھا۔

امریکہ اور برطانیہ جیسے اُس کے اتحادیوں نے الزام لگایا کہ عراق کے قبضے میں خفیہ نیوکلیائی ہتھیار اور بڑے پیمانے پر تباہی لانے والے ایسے ہتھیار موجود ہیں جو دنیا کے لیے ایک بڑا خطرہ ہیں۔ لیکن جب ایسے ہتھیاروں کی تلاش میں یو این کی ٹیم عراق بھیجی گئی تو اُس کو ایسا کوئی بھی ہتھیار نہیں ملا۔ ان تمام باتوں کے باوجود امریکہ اور اُس کے اتحادیوں نے عراق پر حملہ کر دیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور صدام حسین کو 2003 میں اقتدار سے ہٹا دیا۔ امریکہ نے عراق کے اندر اپنی پسند کی ایک عبوری حکومت بٹھا دی۔ عراق پر تھوپی گئی جنگ کو سلامتی کونسل نے منظوری نہیں دی تھی۔ یو این سکریٹری جنرل کوفی عنان نے کہا کہ عراق پر امریکی جنگ غیر قانونی تھی۔

سرگرمی

عراق کے بارے میں یو ایس اور یو کے میں ہوئے مباحثے پر معلومات حاصل کیجیے۔ ابتدا میں یو ایس صدر اور یو کے کے وزیر اعظم نے عراق پر حملے کی کیا وجوہات بتائی تھیں؟ جنگ کے بعد کیا وجوہات بتائی گئیں؟

عراق کی مثال نے چند ایسے بنیادی سوال کھڑے کر دیئے جن پر ہم کو سوچنا ہے۔

- کیا جمہوریت کو فروغ دینے کا یہ صحیح راستہ ہے؟ کیا کسی جمہوری ملک کو دوسرے ممالک پر وہاں جمہوریت قائم کرنے کے لیے جنگ تھوپنی چاہیے اور ان پر حملہ کرنا چاہیے۔
- کیا خارجی مدد ہمیشہ کارگر ثابت ہوتی ہے؟ یا یہ صرف اُس وقت مدد کرتی ہے جب کسی ملک کے عوام اپنے سماجوں کو جمہوری بنانے کے لیے سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں؟
- چاہے خارجی دخل اندازی سے کسی ملک کے اندر جمہوریت قائم ہی کیوں نہ ہو جائے، تو کیا یہ طویل مدت تک باقی رہے گی؟ کیا اس کو ملک کے شہریوں کی حمایت حاصل ہوگی؟
- آخر میں یہ سوچیے کہ کیا خارجی طاقت کا استعمال جمہوریت کے جذبے کے مطابق لوگوں کے لیے جمہوریت کا تحفہ ہے؟

اس باب میں پڑھے ہوئے مضمون کی روشنی میں ان سوالات کے بارے میں غور کیجیے۔

©Ares, Caglecartoons.com, Cagle Cartoons Inc.

کارٹون پڑھیے

عراق میں انتخابات کے دوران یو ایس افواج کی موجودگی پر اس کارٹون میں اپنی رائے ظاہر کی گئی ہے۔ جس کا عنوان ''جمہوریت کی مدد'' ہے۔ کیا آپ سوچتے ہیں کہ یہ کارٹون دوسری صورتوں میں بھی استعمال ہو سکتا ہے؟ اس باب میں چند ایسی مثالوں کی شناخت کیجیے جن کو سمجھنے میں یہ کارٹون مدد کر سکتا ہے۔

فرہنگ

سنسر شپ: ایک ایسی حالت جس کے تحت اظہارِ خیالات کی آزادی چھین لی جاتی ہے۔شہریوں کو تقریر کرنے یا اپنی خبریں یا نظریات چھاپنے کے لیے حکومت کے سنسر متعلق عہدے داروں سے پیشگی اجازت حاصل کرنی پڑتی ہے۔کوئی بھی ایسا موضوع جس کو حکومت قابل اعتراض مانتی ہو شائع نہیں کیا جا سکتا۔

مخلوط حکومت: عوام، انجمنوں، پارٹیوں یا اقوام کا اتحاد ان میں سے ہر ایک خود اپنے مفاد میں اتحاد بناتے ہیں۔ یہ اتحاد عارضی بھی ہوسکتا ہے یا سہولت کے لیے بھی۔

رائے شماری: رائے شماری ایک ایسا براہِ راست ووٹ ہے جس میں تمام رائے دہندگان کو کسی مخصوص تجویز کو تسلیم کرنے یا مسترد کرنے کے لیے کہا جاتا ہے۔ یہ ایک نئے آئین، ایک قانون یا ایک مخصوص حکومتی پالیسی اپنانے کے بارے میں ہو سکتا ہے۔

زبردستی حکومت ہتھیانا (کوُ): ناگہانی انقلاب یا صرف ناگہانی وار (کوڈیٹا) غیر قانونی طور سے کسی حکومت کے اچانک تختہ پلٹنے کا طریقہ ہے۔نوعیت کے لحاظ سے یہ پرتشدد بھی ہوسکتا ہے اور نہیں بھی۔ ''کسی ریاست کے خلاف ایک اچانک وار یا حملے'' کے لیے یہ ایک فرانسیسی اصطلاح ہے۔

ٹریڈ یونین: اپنی ملازمت کے حالات کو برقرار رکھنے یا اُن میں اصلاح لانے کے مقصد سے اُجرتیں حاصل کرنے والوں کی انجمن۔

کمیونسٹ ریاست: اقتدار کے لیے دوسری پارٹیوں کو مقابلہ آرائی کی اجازت دیے بغیر صرف کمیونسٹ پارٹی کے ذریعہ چلائی جانے والی ریاست۔سبھی بڑی جائیداد اور صنعت پر کنٹرول کرتا ہے۔

سیاسی قیدی: قید کیا گیا یا حراست میں لیا گیا۔ فرد، غالباً گھر میں نظر بند، کیونکہ حکومت اس کے نظریات، تصورات یا سرگرمیوں کو کسی ریاست کے اقتدار کے لیے خطرہ سمجھتی ہے۔اس معاملے میں عموماً مبالغہ آرائی کی جاتی ہے یا اُس پر غلط مقدمات تھوپے جاتے ہیں اور قانون کے جائز طریقۂ کار پر عمل نہ کرتے ہوئے حراست میں رکھا جاتا ہے۔

مارشل لا: اُصولوں کا ایک ایسا نظام جو اُس وقت نافذ ہوتا ہے جب فوجی افسران انصاف کے معمول کے مطابق انتظامیہ کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں۔

ہڑتال: مخصوص شکایات کی وجہ سے ملازموں یا مزدوروں کی جانب سے کثیر تعداد میں انکار یا اُس وقت تک کام کرنے سے انکار جب تک اُن کے مطالبات پورے نہ ہوں۔ زیادہ تر جمہوری ممالک میں ہڑتال کرنے کا حق قانونی تسلیم کیا جاتا ہے۔ پالیسیوں میں تبدیلی لانے یا حکومت کو گرانے پر حکومت کو مجبور کرنے کے لیے بھی ہڑتالیں کی جاتی ہیں۔

ویٹو: کسی شخص، پارٹی یا ملک کا یک طرفہ طور سے کسی مخصوص قانون سازی کو روکنے کا حق۔ کسی فیصلے کو روکنے لیکن کسی ایک کو بھی اختیار نہ کرنے کے لیے ویٹو لامحدود اختیارات دیتا ہے۔ لفظ ویٹو لاطینی لفظ سے نکلا ہے جس کے معنی میں ''میں منع کرتا ہوں''

کالونی (نوآبادی): جغرافیائی طور سے کسی دور دراز ریاست کے فوری سیاسی کنٹرول کے تحت آیا ہوا علاقہ۔

مشقیں

1 مندرجہ ذیل میں سے کون سا عمل ایسا ہے جس سے جمہوریت کی توسیع نہیں ہوتی؟

a عوامی جدوجہد سے

b غیر ممالک کے حملے سے

c استعماریت کے خاتمے سے

d آزادی کے لیے عوام کی خواہش سے

2019-20

© NCERT not to be republished

2 آج کی دنیا کے بارے میں درج ذیل میں سے کون سا بیان صحیح ہے؟
a طرزِ حکومت کی حیثیت سے شہنشاہیت ختم ہو چکی ہے۔
b مختلف ممالک کے درمیان تعلق پہلے کی بہ نسبت کہیں زیادہ جمہوری بن چکا ہے۔
c زیادہ سے زیادہ ممالک کے حکمراں پہلے سے کہیں زیادہ عوام کے ذریعہ منتخب کئے جاتے ہیں۔
d اب دنیا کے اندر کوئی بھی فوجی آمر موجود نہیں ہے۔

3 جملہ مکمل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل بیانات استعمال کیجئے:
بین الاقوامی تنظیموں میں جمہوریت کے لیے ضروری یہ ہے کہ...
a مالدار ممالک کو اپنی رائے دینے کے زیادہ مواقع حاصل ہوں۔
b ممالک کو اپنی فوجی طاقت کے مطابق رائے دینے کا حق حاصل ہو۔
c ممالک کے ساتھ اُن کی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے برتاؤ کیا جائے۔
d دنیا کے تمام ممالک کے ساتھ مساویانہ برتاؤ ہو۔

4 مندرجہ ذیل ممالک اور اُس کے ملک کے اندر اختیار کئے گئے جمہوری راستے کو ملائیے۔

ملک			جمہوریت تک کا راستہ
a	چلی	i	برٹش نوآبادیاتی نظام سے آزادی
b	نیپال	ii	فوجی آمریت کا خاتمہ
c	پولینڈ	iii	یک پارٹی نظام کا خاتمہ
d	گھانا	iv	بادشاہ اپنے اختیارات سے دست بردار ہونے پر راضی ہوا۔

5 غیر جمہوری ممالک میں عوام کو کیا کیا مسائل درپیش ہیں؟ اس باب سے کوئی ایک مثال لیتے ہوئے اس بیان کی حمایت میں دلائل پیش کیجئے۔

6 جب فوج کسی جمہوریت کو اُکھاڑ پھینکتی ہے تو عام طور سے کون سی آزادیاں چھین لی جاتی ہیں؟

7 درج ذیل میں سے کون سی صورتیں عالمی سطح پر جمہوریت کی توسیع میں تعاون دے سکتی ہیں؟ ہرصورت میں اپنے جوابات کی حمایت میں دلائل بھی پیش کیجئے۔
a میرا ملک بین الاقوامی اداروں کو زیادہ مالی امداد فراہم کرتا ہے۔ اس لئے، میرا زیادہ احترام ہونا چاہئے اور زیادہ اختیارات حاصل ہونے چاہئیں۔
b میرا ملک چھوٹا ہو یا غریب، لیکن میری آواز کو مساویانہ احترام کے ساتھ سنا جانا چاہئے۔ کیونکہ ایسے فیصلے میرے ملک پر اثر انداز ہوں گے۔
c بین الاقوامی معاملات میں مالدار ممالک کو رائے دینے کے زیادہ مواقع حاصل ہوں۔ وہ اپنے مفادات کو صرف اس لیے مجروح نہیں کر سکتے کیونکہ دنیا کے اندر غریب ممالک کی تعداد زیادہ ہے۔
d ہندوستان جیسے بڑے ممالک کو بین الاقوامی تنظیموں کے اندر رائے دینے کا زیادہ موقعہ حاصل ہونا چاہئے۔

8 یہاں نیپال کے بحران پر ایک ٹیلی ویژن مباحثے میں سنے گئے تین نظریات دیئے جاتے ہیں۔ ان میں سے کس صورتِ حال سے آپ متفق ہیں اور کیوں؟

© NCERT not to be republished

مشقیں

مہمان 1: ہندوستان ایک جمہوریت ہے اس لیے حکومتِ ہندوستان کو نیپال کے اُن عوام کی حمایت کرنی چاہیئے جو شہنشاہیت کے خلاف اور جمہوریت کی توسیع کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔

مہمان 2: یہ ایک خطرناک دلیل ہے، ہم اُسی زمرے میں آ جائیں گے جیسے کہ عراق میں امریکہ تھا۔ یاد رکھیئے کوئی بھی خارجی تشدد یا طاقت جمہوریت کو ترقی نہیں دے سکتی۔

مہمان 3: لیکن ہم کسی دوسرے ملک کے داخلی معاملات میں ٹانگ کیوں اڑائیں؟ ہم کو وہاں صرف اپنے تجارتی مفادات کی فکر ہونی چاہیئے، جمہوریت کے بارے میں نہیں۔

9 کسی ایک فرضی ملک کے اندر جس کا نام ہیپی لینڈ (Happyland) تھا، عوام نے غیر ملکی حکمراں کو اُکھاڑ پھینکا اور شاہی گھرانے کو دوبارہ تخت پر بٹھا دیا۔ اُنہوں نے کہا ''بہرحال غیر ملکیوں کی ہم پر حکومت سے پہلے، ان کے اجداد ہمارے بادشاہ تھے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ ہمارے ملک میں ایک ایسا طاقتور حکمراں ہو جو ہم کو مالدار اور طاقتور بننے میں ہماری مدد کر سکے۔'' جب کسی نے جمہوریت کے بارے میں بات کی، ایک عقلمند آدمی نے کہا کہ یہ ایک غیر ملکی نظریہ ہے۔ اُن کی جدوجہد تو غیر ملکیوں اور اُن کے خیالات کو ملک سے باہر نکال پھینکنے کے لیے تھی۔ جب کسی شخص نے میڈیا کی آزادی کی بات کی، بزرگوں نے یہ سوچا کہ حکمراں پر حد سے زیادہ تنقید اُن کے معیارِ زندگی کو بہتر بنانے میں مددگار ثابت نہیں ہوگی۔ ''بہرحال، بادشاہ اس درجہ مہربان ہے اور اپنی تمام رعایا کی فلاح میں دلچسپی رکھتا ہے، ایسی صورت میں ہم اُس کے سامنے مزید مسائل کیوں پیدا کریں۔ کیا ہم سب ہی خوش رہنا نہیں چاہتے؟''

درج بالا اقتباس پڑھنے کے بعد چمن، چمپا اور چندرو نے مندرجہ ذیل مشاہدات کئے۔

چمن: ہیپی لینڈ ایک جمہوری ملک ہے کیونکہ لوگ غیر ملکی حکمراں کو اُکھاڑ پھینکنے اور بادشاہ کو واپس لانے کے اہل تھے۔

چمپا: ہیپی لینڈ ایک جمہوری ملک نہیں ہے کیونکہ لوگ حکمراں کی تنقید نہیں کر سکتے۔ بادشاہ بہت عمدہ ہو سکتا ہے اور ملک میں معاشی خوش حالی لا سکتا ہے لیکن ایک بادشاہ جمہوری حکومت نہیں دے سکتا۔

چندرو: لوگوں کو جس چیز کی ضرورت ہے وہ خوش حالی ہے۔ اس لیے وہ اپنے نئے حکمراں کو اُن کے حق میں فیصلہ کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اگر لوگ خوش ہیں تو یہ جمہوریت ہی تو ہے۔

ان میں سے ہر ایک بیان کے بارے میں آپ کا نظریہ کیا ہے؟
اس ملک کے اندر آپ طرزِ حکومت کے بارے میں کیا سوچتے ہیں؟

اپنی کلاس کے اندر مختلف گروپ بنایئے اور کسی ایسے ملک کے اندر جمہوریت کے لیے جدوجہد کے بارے میں مختلف قسم کی معلومات (خبروں کے تراشے، آرٹیکلز، فوٹوگراف اور کارٹون وغیرہ) جمع کیجئے جو حالیہ زمانے میں جمہوری نہیں رہا ہے۔
مندرجہ ذیل سوالات پر اپنی نظر مرکوز کیجئے۔

- وہ کون سی خصوصیت ہے جو کسی ملک کو غیر جمہوری بناتی ہے؟
- اُس ملک کے اندر عوام کی اہم شکایات اور مطالبات کیا ہیں؟
- موجودہ حکمرانوں پر لوگوں کے مطالبات کا کیا ردِعمل ہوتا ہے؟
- جمہوریت کی خاطر جدوجہد کرنے والے اہم لیڈر کون ہیں؟

اس طرح جمع کی گئی معلومات کو آپ مختلف صورتوں میں پیش کر سکتے ہیں۔ مثلاً نمائش، ایک کالج، ایک رپورٹ یا ایک دیواری پوسٹر کی شکل میں۔

© NCERT not to be republished